(S_1996_8_616_618)

سپریم کورٹ رپورٹس(1996) SUPP. 8 ایس سی آر

شریمتی تلسا بائی

بنام

ریاست مدھیہ پردیش اور دیگران

7 نومبر 1996

[کے۔راماسوامی اور جی۔بی۔پٹنائک،جسٹسز]

بے نامی لین دین:

شوہر کے خلاف سیلز ٹیکس کی وصولی کی کارروائی شروع۔بیوی کے نام پر گھر منسلک کرنے کی کوشش۔ بیوی نے گھر میں اپنے حق اور ملکیت کے اعلان کے لئے مقدمہ دائر کیا اور دعوی کیا کہ اس نے ” پلاٹ خریدا اور اس پر گھر اپنی تلاش سے تعمیر کیا، اور مدعا علیہ مدعا علیہان کو اسے فروخت کرنے سے روکنے کے لئے حکم امتناعی کی درخواست کی۔ریونیو کا کیس یہ تھا کہ یہ بے نامی لین دین تھا۔ٹرائل کورٹ نے مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔مقدمہ ہائی کورٹ نے ثبوتوں کی تعریف کرتے ہوئے مقدمہ خارج کرتے ہوئے کہا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ گھر بیوی نے اپنے فنڈز سے تعمیر کیا تھا۔شوہر نے بزنس مین ہونے کے ناطے اپنی بیوی کے نام پر گھر تعمیر کیا تھا، اس لیے شوہر سے سیلز ٹیکس کے بقایاجات کی وصولی کے لیے بے نامی لین دین کی کارروائی کی جانی تھی، ہائی کورٹ کے فیصلے میں کوئی غیر قانونی بات نہیں ہے اور نہ ہی ہائی کورٹ کے فیصلے میں قانون کی کوئی غلطی ہے جس میں مداخلت کی ضرورت ہے۔

گپاڈی بائی بنام ریاست ایم پی، [1980] 2 ایس سی سی 327 کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3100 آف 1980۔

1975 کے ایف اے نمبر 8 میں مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 19.4.80 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزار کی طرف سے ایس کے مہتا کی طرف سے فضلین نعم۔

جواب دہندگان کی طرف سے اقوام متحدہ کے بچاوت، اے کے سانگھی (این پی) نیرج شرما اور ایس کے اگنی ہوتری شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ درج ذیل سنایا گیا:

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ جبل پور بنچ کے 19 اپریل، 1980 کو ایف اے نمبر 80/75 میں دیے گئے فیصلے سے پیدا ہوئی ہے۔ درخواست گزار نے مدھیہ پردیش میں بھاٹاپارہ میونسپلٹی کے شنکر وارڈ میں واقع مقدمہ کی جائیداد میں اپنے حق اور مالکانہ حق کا اعلان کرنے اور مدعا علیہان کو اس کی فروخت سے روکنے کے لئے مقدمہ دائر کیا تھا۔ ان کی عرضی یہ تھی کہ انہوں نے 23 ستمبر 1971 کو اپنے پیسوں سے خود ایک پلاٹ خریدا تھا۔ میونسپلٹی سے اجازت حاصل کرنے کے بعد انہوں نے مختلف ذرائع سے قرض لے کر خود ہی گھر تعمیر کیا تھا اور اس طرح وہ تعمیر شدہ گھر کی مطلق مالک ہیں۔ لہٰذا مذکورہ مکان درخواست گزار کے شوہر سے سیلز ٹیکس کے بقایا جات کی مد میں 63,063.25 روپے وصول کرنے کے لیے ضبطی اور فروخت کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ٹرائل کورٹ نے 1972 کے مقدمہ نمبر 7-اے کا فیصلہ سنایا۔ لیکن اپیل پر اسے واپس لے لیا گیا اور مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ لہٰذا یہ اپیل خصوصی رخصت کے ذریعے کی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے گپاڈی بائی بمقابلہ گپاڈی بائی کیس میں اس عدالت کے فیصلے پر بہت زیادہ بھروسہ کیا۔ اسٹیٹ آف ایم پی، [1980] 2 ایس سی سی 327، نے دلیل دی کہ جب اپیل کنندہ نے دلیل دی اور ثابت کیا کہ وہ جائیداد کی مالک ہے اور اس نے اپنے فنڈز سے گھر تعمیر کیا تھا اور ٹرائل

کورٹ نے اسے قبول کیا تھا، تو ہائی کورٹ کا حکم نامہ واپس لینے میں صحیح نہیں تھا۔ یہ ذمہ داری مدعا علیہ ریاست پر عائد ہوتی ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ یہ بے نامی لین دین کا معاملہ ہے اور اپیل کنندہ کا تیسرا مدعا علیہ شوہر اصل مالک ہے۔ ریاست ایسا کرنے میں بری طرح ناکام رہی تھی۔ نتیجتاً ہائی کورٹ کا حکم قانون میں درست نہیں ہے۔ ہمیں اس جھگڑے میں کوئی طاقت نظر نہیں آتی۔

یہ سچ ہے کہ جب بے نامی لین دین کی درخواست دائر کی گئی ہے اور اس معاملے میں طے شدہ مختلف ٹیسٹ پاس کرنے کے بعد، یعنی اپنے حق میں گھر کا قبضہ ہونا، ان کے نام پر رجسٹرڈ کنونینس کے ذریعے جائیداد خریدنا، مالکانہ حقوق کی دستاویزات ان کی تحویل میں ہی رہی، خریداری کے بعد پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی کو اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ناقابل قبول سمجھا گیا کہ وہ اصل مالک ہیں۔ اور یہ مدعی کے نام پر اور اس کے شوہر کی طرف سے کھڑا بے نامی لین دین نہیں تھا۔ لیکن، اس معاملے میں، اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کی دلیل کو قبول کرنا مشکل ہے۔ ہائی کورٹ نے فیصلے کے پیراگراف 5 اور 6 میں پورے ثبوت کی نشاندہی کی ہے۔ یہ نتیجہ گواہوں کی زبانی گواہی پر مبنی ہے۔ پی ڈبلیو ون جگدیش پرساد نے مدعی کی جانب سے پوچھ گچھ کرتے ہوئے اعتراف کیا تھا کہ انہوں نے 1969 میں یہ پلاٹ 4425 روپے میں خریدا تھا اور 1971 میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ جائیداد 4000 روپے میں فروخت کی تھی۔ یہ یقین کرنا ناقابل یقین ہے کہ دو سال بعد انہوں نے 1969 کی خریداری قیمت سے بھی کم قیمت پر جائیداد فروخت کی تھی۔ رادھے شیام پروہت سے پوچھ گچھ کی گئی تو پتہ چلا کہ مدعا علیہ نے سال 1971 کی ہولی کے 10-15 دنوں کے بعد اپنے سونے کے زیورات 4220 روپے میں بیچے تھے۔ مذکورہ رادھے شیام کوئی اور نہیں بلکہ جگدیش پرساد، پی ڈبلیو اکے کلرک ہیں۔ اس کے ثبوت پر کوئی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اپیل کنندہ کے رشتہ دار ہمت بھائی کے قرض دینے کے ثبوتوں سے انکار کیا گیا۔ اکتوبر 1970 کے دوران گھر کی تعمیر کرنے والے ٹھیکیدار پی ڈبلیو 3 نے کہا تھا کہ تعمیر کی لاگت 27,000 روپے تھی جبکہ اپیل کنندہ کی طرف سے میونسپل اوورسیئر، پی ڈبلیو 4 نے جانچ پڑتال کی تھی جس نے ثابت کیا تھا کہ تعمیر کی لاگت 45,000 روپے تھی۔ درخواست گزار کے پی ڈبلیو 5 رشتہ دار پیتمبر لال اگروال نے اکتوبر 1972 میں گھر کی تعمیر کے لیے ۱۰ ہزار روپے کا قرض دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ 10,000 پے گھر کی تعمیر میں خرچ کیے گئے تھے۔ 10,000 روپے کے مبینہ زبانی قرض اور اس کی ادائیگی سے متعلق کوئی مواد نہ ہونے کی وجہ سے ہائی کورٹ نے اس دلیل کو قبول نہیں کیا۔ ایک اور گواہ اپیل کنندہ کی ماں بھوٹی بائی کی بہن ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے گھر کی تعمیر کے لئے اپیل کنندہ

کو5000 روپے تحفے میں دیے تھے۔ درخواست گزار نے گواہ کے طور پر اعتراف کیا تھا کہ شادی کے وقت اسے5000 روپے نقد اور10000 روپے کے زیورات دیئے گئے تھے۔انہوں نے یہ بھی اعتراف کیا کہ گھر کی تعمیر کے بعد ان کے پاس 50,000 سے 60,000 روپے نقد تھے۔ دوسرے لفظوں میں، تعمیر سے پہلے ان کے پاس 16,000 روپے تھے اور تعمیر کے بعد انہوں نے 5000 سے 6000 روپے نقد رکھے تھے۔اس بات کا کوئی خاص ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے کہ ان کے ذریعے45,000 روپے کی رقم کس ذریعے حاصل کی گئی تھی، ہائی کورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ گھر انہوں نے اپنے پیسوں سے تعمیر کیا تھا اور شوہر ایک تاجر ہونے کے ناطے، ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے اور خاندان کے لئے اپنی بیوی کے نام پر گھر تعمیر کیا تھا۔اس کے مطابق، یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ یہ ایک بے نامی لین دین تھا جس میں تیسرے مدعا علیہ، اپیل کنندہ کے شوہر سے سیلز ٹیکس کے بقایاجات کی وصولی کے لئے کارروائی کی جانی چاہئے۔ یہ ثبوتوں کی تعریف پر مبنی حقائق کی بنیاد پر پایا جاتا ہے، ہمیں ہائی کورٹ کے ذریعہ پہنچنے والے نتیجے میں کوئی غیر قانونی بات نظر نہیں آتی ہے اور نہ ہی ہمیں ہائی کورٹ کے فیصلے میں مداخلت کی ضرورت میں قانون کی کوئی غلطی نظر آتی ہے۔

اس کے مطابق اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔کوئی لاگت نہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.07.16 11:33
I am the author of this document